

قرآن پر عمل—ایک منفرد تجربہ

سمیہ رمضان / مترجم: ارشاد الرحمن

انسان جب مخالف سمت میں مسافر ہو تو اُس کو تھکاوت کے سوا کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ وہ منزل کو پاسکتا ہے اور نہ منزل اُس سے قریب ہو سکتی ہے۔ ہمارا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ قرآن مجید کا نسخہ ہدایت ہمارے گھروں کی زینت ہے۔ لائبیریوں میں موجود ہے، گاڑیوں میں رکھا ہوتا ہے، غرض یہ کہ قرآن ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ ہم جدید و قدیم ہر ذریعے سے اس کو سن اور تلاوت کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے کثیر تعداد اس کی تعلیم اس لیے حاصل کرتی ہے کہ وہ اس کو ناظرہ پڑھ سکیں، زبانی یاد کر سکیں۔ ہم اس قرآن کو نمازوں میں سنتے اور پڑھتے ہیں۔ خود بھی سال بھر بلکہ ساری زندگی اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ضروری ہے، بہت قابلِ رشک ہے۔۔۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم یہ سب کچھ کیوں کرتے ہیں؟ کیا اس لیے کہ قرآن کو ہم اپنے لیے وہ دستورِ حیات سمجھتے ہیں جو ہمارے خالق و مالک نے ہمارے لیے نازل کیا ہے اور اس کو اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے کا حکم دیا ہے؟ کیا ہم واقعی دنیا اور اس کے بچپے ہوئے جال سے بچ کر خوشنودی رب اور سعادت دارین کی خاطر ایسا کرتے ہیں؟

قابلِ تعریف بات تو یہی ہے کہ ایسا ہی ہو مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جگہ جگہ دریں قرآن کی حاصل منعقد ہوتی ہیں۔ لوگ ایسی آیات کے دروس سننے کے لیے ذوق و شوق سے آتے ہیں جو آیات محبتِ الٰہی پر ابھارتی ہوں، ان میں سامعین کی دل چسپی بہت گہری ہوتی ہے۔ لیکن جو ہنسی آپ ان سے کسی ایسی آیت پر گفتگو کریں جو انسانی عادات اور معاشرتی رویوں کے خلاف ہو، تو لوگوں کے ذہن ایسی باتوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ پیش تر معاشروں میں کسی آیت کے نفاذ کو لوگ اہمیت نہیں دیتے ہیں، حالانکہ یہ معاشرے اسلامی ہوتے ہیں اور اس عاظظ سے ان کے

رسوم و رواج اور عادات و اطوار تو بالکل آیات قرآن سے متصاد نہیں ہونے چاہئیں۔ افسوس کے ساتھ میں آپ کو ایک ایسے ہی واقعے سے متعارف کروانا چاہتی ہوں، تاکہ ایسے معاشرتی رویوں کی خطرناکی واضح ہو سکے جن کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی گر وہ ہمارے معاشروں کی اقدار، روایات، روانج اور عرف و عادت کے طور پر فرض کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔

ایک خاتون اپنے مشاہرے پر ملازم تھی۔ ایک طویل انتظار کے بعد اس کی شادی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اُس کو اولاد کی نعمت سے نوازا۔ وہ اپنے بچوں کے درمیان ایک خوش گوار احساس لیے زندگی بسر کر رہی تھی۔ مگر ایک روز ایسا ناخوش گوار واقعہ پیش آ گیا جو اکثر گھروں میں پیش آتا ہے، یعنی شوہر کے ساتھ ناچاقی کا حادثہ۔ خاتون کے نیوال میں اُس کا شوہر بعض اہم گھریلو ضروریات پوری کرنے سے قاصر تھا۔ اُس نے بہت سے وعدے کیے مگر کوئی ایمان نہ ہوا۔ پھر خاتون نے بھی وہی کیا جو عمومی طور پر آج کی عورتیں کرتی ہیں۔ اُس نے شوہر کا گھر چھوڑا اور میکے میں جا کر رہنا شروع کر دیا۔ جاتے ہوئے یہ تک کہہ گئی کہ تم وعدہ پورا کرو گے تو مجھے واپس لا سکو گے۔

پھر دنوں پر دن گزرتے رہے، شوہر تہارہا، البتہ شیطان اُس کا ساتھی تھا۔ شیطان اس واقعے کو اُس کے لیے بہت اہم بنائ کر اُسے غیرت دلاتا رہا، اُس کو عدم مرداگی کا طعنہ دیتا رہا کہ وہ بیوی کی بغاوت کو بھی نہیں کچل سکا۔ شوہر بیوی سے یہ کہتے ہوئے ملا کہ: ”گھر آ کر اپنی تمام ذاتی اشیا لے جاؤ۔“ شوہرنے اس کے لیے وقت مقرر کر دیا اور خود اتنا وقت گھر سے باہر رہنے کا کہا۔ آخر میں یہ کہا: ”آج کے بعد تو اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتی۔“ خاتون شوہر کے ساتھ جس گھر میں رہائش پذیر تھی وہ اس کے شوہر کے والد کی جا بیدار تھی۔ خاتون نے ایک دفعہ تو سوچا کہ میں اور میرے بچے اس گھر کے سوا کہاں گزارا کریں گے کیونکہ اپنے والدین کے ساتھ تو میں بچوں سمیت رہ نہیں سکوں گی۔ پھر اُس نے اپنی ساس سے ملاقات کی اور اس سے شکایت کرنا چاہی مگر بدقتی سے وہ بھی الٹا لازام تراشی کرنے لگی کہ میرے بیٹے نے تو یہ سب کچھ بتاکر کیا ہے۔ خاتون کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں جو کچھ سن رہی ہوں یہ حقیقت ہے۔

خاتون کے والدین کو اس واقعے کا علم ہوا تو والد غضب ناک ہو کر بولا: کیا اس کا شوہر یہ رشتہ لینے اس کے والدین کے گھر نہیں آیا تھا؟ اب ایسے اہم مسئلے میں وہ لڑکی کے والد سے رجوع کیوں نہیں کر سکتا؟ فضا خاصی نا سازگار ہو گئی تھی۔ سب کا نیوال تھا کہ جو کچھ ہوا ہے یہ بڑی رسوائی

ہے، اس کا ازالہ اس مرد سے طلاق لے کر ہی ہو سکتا ہے۔ بالآخر طلاق ہو گئی۔
خاتون کے تعلقات ایک تحریکی ساتھی کے ساتھ تھے۔ اُس نے وقت صائم کیے بغیر اس سے رابطہ کیا اور آہ و بکا کے بعد ذرا پرسکون ہوئی تو اپنی داستان سنانے لگی اور اُسے اپنے اور اپنے بچوں کے اوپر ہونے والے ظلم کی ابہتا قرار دیا۔ تحریکی ساتھی نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے اس طرح کی مشکلات کے حل کے لیے ہمیں ایک دستور عطا کیا ہے۔ تم دونوں کا یہ عمل کتاب اللہ اور سنت رسول پر پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت میں دیکھ سکیں کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟ خاتون کے سانس بحال ہوئے، اور وہ ہر لفظ کو بڑے غور اور توجہ سے سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ تحریکی ساتھی نے کہا: تو نے اپنا گھر کیوں چھوڑا جب تو اپنے شوہر سے ناراض تھی؟ تجھے معلوم نہیں کہ وہ ایک مشکل مرحلے میں ہے، یعنی طلاق دے چکا ہے۔ رجی طلاق میں عورت کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنا گھر چھوڑ دے۔ یہ اللہ سبحانہ کا حکم ہے، فرمایا:

لَا تُنْدِرْ جُو هُوَ مُدْبِيُوتَهُ وَ لَا يُنْتَدِرْ إِلَّا مَا يَأْتِي بِأَحْسَنَةٍ مُبَيِّنَةٍ طَوْلَةٌ

ذُكْرُ اللَّهِ طَ وَمَرْيَتَعَكَ ذُكْرُهُ وَكَالَّهُ فَقْتُ ظَلَمَ نَفْسَهُ (الطلاق: ۶۵)

(زمانہ عدت میں) نہ تم انھیں ان کے گھروں سے نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں، الیہ کہ وہ کسی صریح بُرائی کی مرتكب ہوں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔

لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب عورت کو پہلی طلاق دی جاتی ہے تو وہ فوراً اپنے میکے چلی جاتی ہے۔ یہ غلط اور حرام ہے کیونکہ اللہ کا حکم ہے کہ نہ تم انھیں گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود وہاں سے نکلیں۔ استثنائی صورت ہے تو صرف یہ کہ وہ عورت کسی بے حیائی کا ارتکاب کرے۔ پھر فرمایا:

وَتَلَقَّ ذُكْرُ اللَّهِ طَ وَمَرْيَتَعَكَ ذُكْرُهُ وَكَالَّهُ فَقْتُ ظَلَمَ نَفْسَهُ (الطلاق: ۶۵)

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔

اس کے بعد اس حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَمْرِدْ لَعَلَّ اللَّهُ يُنْبَيِثُ بُغْمَاتِلَكَ أَمْرَمَا (الطلاق: ۶۵) ”تم نہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا کر دے۔“ لہذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ حدود اللہ کا خیال رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم

پر عمل کریں۔ شرعی امور و احکام کو معاشرتی اور ذاتی روایات کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ اسلام اس مشکل کے حل کے لیے کیسے راہ نکالتا ہے۔ فرمایا:

وَإِذْ قُتِّمَ شَفَاعَةُ بَيْنَهُمَا حَدَّكُمَا مَوْلَاهُمَا وَنَكِفُّمَا مَوْلَاهُمَا إِذْ

بُرِيَّتَهُمَا إِنْلَاهًا يُؤْفَقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا طَبَّ إِذْ اللَّهُ كَارَ عَلَيْهَا بُرِيَّتَهُمَا (النساء ۳۵:۲)

اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو، وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقتو کی صورت نکال دے گا، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے۔

یہاں بات صرف شفاوے (بگاڑ) کے خدشے کی ہے۔ اگر یہ خدشہ نظر آجائے تو اس سے ڈرنا چاہیے اور اس وقت دو حکم (ثالث)، ایک عورت کی طرف سے اور ایک مرد کی طرف سے مداخلت کریں۔ ان دونوں کا مقصد اصلاح ہو۔ اب میاں بیوی لازماً ایک ہی گھر میں رہیں گے۔ یہ دونوں ثالث اُن کے پاس اصلاح اور صلح و صفائی کی غرض سے جائیں گے جہاں یہ دونوں میاں بیوی مقیم ہوں گے اور انھیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا احسان بھی ہوگا کہ وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقتو کی صورت نکال دے گا۔

یہ اس معاملے کے حل کی قرآنی صورت ہے۔ اب اس صورت حال کو پیدا کرنا مردو عورت کو الگ الگ رکھ رکھ ممکن نہیں، نہ ٹیلی فون پر گفتگو کے ذریعے اس تیجے پر انھیں پہنچایا جاسکتا ہے۔ لیکن آج کل یہی ہوتا ہے، جس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا ہے۔ چنانچہ چرخی کی ساختی نے اُس سے کہا کہ تو کیوں غضب ناک ہو کر اپنا گھر چھوڑ آئی؟ اُس گھر کو تیرا گھر تو اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے۔ عورت اپنے میکی کی طرف نہیں جاسکتی خواہ اُس کے اور شوہر کے درمیان بگاڑ کا خدشہ ہی ہو، بلکہ وہ اپنے گھر میں جم کر ہے اور اصلاح کی پوری کوشش کرے۔ اس کے بعد اگلا مرحلہ آئے گا، یعنی اُس کی ذاتی کاوش کے بعد اگلا مرحلہ تاثیلوں کی کوشش کا ہوگا۔ نہم نے یہ کیا ہے اور نہ تھمارے شوہرنے۔ خاتون نے بڑی انگساری سے پوچھا: تو پھر اب اس کا حل کیا ہے؟ تحریر کی ساختی نے جواب دیا: اپنے گھر واپس چلی جاؤ۔ اُس نے کہا: یہ تو مشکل ہے۔ مجھے جو کچھ کہا گیا ہے میرے جانے کے بعد اب وہ کیسے مجھے برداشت کریں گے؟ میں اس صورت حال میں خود اپنی عزت کو کیسے رُسوائی سے دوچار

کر سکتی ہوں؟

تحریکی ساتھی نے کہا: سبحان اللہ، کیا تجھے شروع میں ہی یہ اندازہ نہیں ہوا کہ اسی طرح کی کیفیت میں تو اللہ تعالیٰ کوئی راستہ نکالے گا۔ پھر بات یہ ہے کہ یہی ایلیس کا مسئلہ تھا۔ وہ بھی ہماری طرح جانتا تھا کہ اللہ ایک ہے۔ زمین و آسمان کی حکومت اُس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ یہ سب کچھ جانتا تھا مگر جب اللہ نے اپنی بادشاہت میں زمین پر ایک خلیفہ بنانا چاہا تو یہاں شیطان نے اعتراض کر دیا۔ آج اپنے گرد و پیش میں ہم بھی یہی کچھ دیکھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے، وہی نگہبان و نگران ہے۔ ہمارے حسني کا ورد کرتے ہیں، اپنے خالق و مالک کے لیے نماز ادا کرتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ کبھی صدقہ و خیرات بھی کر دیتے ہیں۔ خالق اور معبود کے ساتھ اپنی محبت کا واشگاف اظہار کرتے ہیں۔ لیکن جو نبی اس خالق اور معبود کا کوئی ایسا قانون ہمارے سامنے آتا ہے جو ہماری عادات سے مکراتا ہو، ہماری خواہشات کے بر عکس ہو، تو اس کے نفاذ کی بات ہمارے اور پرسکنہ طاری کر دیتی ہے۔ جب ہمارا عمل یہ ہے تو پھر ہم معبود کی رو بیت اور الوہیت کے کیونکر قائل ہو سکتے ہیں؟ اُس کے حکم کو سن کر کیوں اس پر عمل کرنا لازمی نہیں سمجھتے؟ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کے والد نیک آدمی ہیں، آپ ان سے کہیں کہ وہ آپ کے شوہر کو بلاعیں اور اُس کی بات سنیں۔ اگر وہ اُس کے ساتھ گفتگو میں کسی حل پر نہ پہنچ سکیں تو مرد کے خاندان سے کسی ثالث کو بلاعیں، اور اس کے ساتھ بیٹھ کر اس بکھرتے ہوئے خاندان کو یہ جا کرنے کی کوئی نیل نکالیں۔ خاتون کے شوہر کو بلایا گیا تو اُس نے آ کر خاتون کے والد سے کہا کہ یہاں آپ کی بیٹی ہے، یعنی میں اس کو طلاق دے چکا ہوں۔ والد اس کو رسوم و رواج کے مقابلے میں قرآن کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس نے کہا کہ اس حالت میں تمھیں اپنی بیوی کو اپنے گھر میں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ خاتون کے والد نے اللہ کا وہ وسٹور اُس کے سامنے کھوں کر کھل دیا جس دستور کی بنیاد پر اُس کی بیٹی اس مرد کی بیوی قرار پائی تھی۔ سورہ طلاق کی پہلی آیت اُس کے سامنے رکھی۔ نوجوان نے آیت دیکھ لی مگر کہتا رہا کہ تم تو ایسا نہیں کریں گے۔ مطلاقو لڑکی اپنے والدین کے گھر میں ہی رہتی ہے، شوہر کے گھر میں نہیں۔ طلاق کے بعد اب وہ کیسے میرے پاس رہ سکتی ہے؟ خاتون کے والد نے مومنانہ وقار کے ساتھ کہا: ایک گھنٹہ قبل میں بھی تمہاری طرح ہی سوچ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے صحیح راہ کی طرف میری رہنمائی کر دی اور میں نے فیصلہ

کیا کہ اب اپنی عمر کا اختتام اس آیت کے نفاذ پر کروں۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ فیصلہ میرے لیے کوئی آسان تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اس کے احکام ہیں جس کی ہم نے تمہارا نکاح کرتے ہوئے احاطت کی تھی۔

معاملہ شوہر کے ہاتھ میں چلا گیا۔ وہ بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا اور یہ بیوی اُس کے گھر سے اپنی ذاتی اشیا اٹھا کر واپس لانا چاہتی تھی۔ گویا معاملہ ایسا معمولی تھا کہ کچھ ہوا، ہی نہیں ہے۔ لیکن اب مرد اپنے گھر والوں سے کیا کہے۔ اس پر اُس کی والدہ کا رد عمل کیا ہوگا۔ طلاق کے بعد وہ گھر میں کیسے رہ سکے گی؟ نوجوان نے خاتون کے والد سے کچھ مہلت مانگی کہ وہ سوچ بچار کر لے پھر جواب دے گا۔

خاتون نے تحریکی ساختی سے یہ ساری صورت حال بیان کی تو اُس نے خاتون کو اپنے گھر چلے جانے کا مشورہ دیا۔ اس کے شوہر سے بھی کہا کہ وہ بیوی کو گھر لے آئے کیونکہ بہر حال یہی خاتون کا گھر ہے۔ خاتون کے دل میں جنگ برپا تھی کہ وہ کیسے ایک بار پھر سر اس کے ہاں جائے گی؟ ان کا رد عمل کیا ہوگا؟ تحریکی ساختی نے اُس کو کثرت کے ساتھ ذکر الہی کرنے اور اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت **إِيَّاهُ نَسْتَعِينُهُ** پڑھنے کو کہا۔ بالآخر خاتون اپنے بچوں کو لے کر اپنے گھر چلی گئی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے فرمرا کھا ہے: **لَا تَنْهَا، إِلَّا لَعْنَ اللَّهِ يَنْهَا بَعْدَ مُلْكِهِ** اُمُّا (الطلاق ۶۱: ۲۵) ”تم نہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا کر دے۔“ جب بیوی اور شوہر باہر نکلے تو وہ اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات پر گفتگو کر رہے تھے۔ بیوی نے اپنے گھر سے نکل کر شریعت کے خلاف عمل پر مذمت کی۔ اُس نے دراصل اس واقعے سے ایک سبق سیکھا اور قرآن بھی سنتی تو آیات کی ایسی تفہیم اُسے حاصل نہ ہو سکتی جو اب ہو چکی تھی۔ بنا یا۔ وہ ہزاروں درس قرآن بھی سنتی تو آیات کی ایسی تفہیم اُسے حاصل نہ ہو سکتی جو اب ہو چکی تھی۔ اُس کے شوہر نے سوچنے کے لیے وقت مانگا، مگر جب بیوی بچے اُس کے پاس چلے گئے تو حالات نے اُس کو عملی کیفیت میں لا کھڑا کیا۔ اُس نے اپنے بچوں کو دیکھا، بیوی پر نگاہ پڑی کہ وہ خود کو تبدیل کرنا چاہتی ہے، تو برف پکھلی اور میاں بیوی کے درمیان رحمت و مودت اُبھری۔ تحریکی ساختی کے ساتھ آخری گفتگو میں خاتون نے بتایا کہ معاف کیجیے گا میرے پاس وقت نہیں،

میرے شوہر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے شام کے کھانے کی دعوت دی ہے۔ بنچ کہاں ہیں؟ اُس نے کہا: انھیں ان کی دادی کے پاس چھوڑ آئے ہیں، ہم اسکیلے جا رہے ہیں۔ اُس کی آواز فرحت و مسرت سے سرشار تھی۔ تحریکی ساتھی نے فون بند کیا اور وہ کہہ رہی تھی: ”اے رحمن و رحیم! وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے تیری آیات پر عمل کیا۔“ (mugtama.com)
